

اخبار امت

عراق: امریکا کے لیے دلدل

حافظ محمد ادریس[°]

عراق میں مارچ ۲۰۰۳ء سے امریکا کی ڈیڑھ لاکھ فوج موجود ہے۔ ۲۰ مارچ ۲۰۰۵ء کو بھٹے کے دو سال مکمل ہونے پر، ولڈ سولٹ ویب سائٹ کے حوالے سے جو اعداد و شمار جاری کیے گئے، ان کے مطابق دو سالوں میں ۱۵۲۰ امریکی مارے گئے، ۱۱ ہزار ۲ سو شدید زخمی اور معذور ہوئے، جب کہ جنگی صورت حال، موت اور گوریلا حملوں کے خوف سے ایک لاکھ امریکی ہنپی مریض بن چکے ہیں۔ ماہرین جنگ کے تجزیوں کے مطابق عراق میں اپنی مدت قیام مکمل کر کے واپس جانے والے فوجیوں میں دوبارہ کسی محاذ پر جا کر لڑنے کی صلاحیت باقی نہیں رہی (روز نامہ ڈان، ۲۰ مارچ ۲۰۰۵ء)۔ واضح رہے کہ اصل اعداد و شمار اس سے کہیں زیادہ ہیں، کیوں کہ امریکا اپنی فوجیوں کی ہلاکتیں چھپاتا ہے۔

عراق کو آزادی دلانے کے لیے آنے والا امریکا، عراقوں کے لیے صدام سے سو گناہ بذریح کھران ثابت ہوا ہے۔ جمہوریت، انتخابات، دستور ساز اسمبلی، دستور سازی اور عراقوں کی حکومت کے پردے میں امریکا اپنی حکمت عملی کے تحت اپنے منصوبوں اور سازشوں کو آگے بڑھا رہا ہے۔ لیکن اسے اپنے اندازوں سے بہت زیادہ مراجحت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

اے ایف پی کے حوالے سے واشنگٹن پوسٹ نے جو تفصیل دی ہے، اس کے مطابق امریکی حکام سمجھتے ہیں کہ صدام کے حامیوں سے خطرہ نہیں، اس لیے ان سے لڑنے کے بجائے امریکی اور اتحادی فوجوں کو مذہبی انتہا پسندوں ہی سے لڑنے کو ترقیٰ اول ہانا ہو گا۔ (ذان، ۹ مئی ۲۰۰۵ء)

امریکی حکومت اور اس کے عراق میں معینہ جریل، جعفری حکومت سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ وہ جنگجو گوریلا قوتوں سے سختی سے نمٹے۔ حکومت کی کامیابی کے لیے نظر آنا چاہیے کہ وہ واقعی کچھ کر رہی ہے۔ اس کے جواب میں حکومت کے ترجمان اپنی رپورٹ میں پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے کافی مزاحمت کاروں کو ہلاک کر کے اور بڑی تعداد میں اسلحے کے ذخیروں پر قبضہ کر لیا ہے مگر امریکی اسے تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں۔ جزل جارج کیسی کا کہنا ہے کہ ابو مصعب الزقاوی کی کارروائیاں روز افزوں ہیں اور شام کی سرحد سے غیر ملکی مداخلت کا ر عراق میں مسلسل داخل ہو رہے ہیں۔ عبوری وزیر اعظم ابراہیم جعفری کے ترجمان لیٹ قبہ نے اپنی حکومت کی کاوشوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ امن و امان قائم کرنے اور شورش پسندوں کو قابو کرنے کے لیے امریکی جرنیلوں سے مشورے مسلسل جاری رہتے ہیں۔ تاہم آخری کی جریل اور عراق کی کٹ پتی حکومت کوئی ثابت نتیجہ آج تک حاصل نہیں کر سکے۔ (مضمون جو ناچن فائز اور بریڈ لے گراہم روز نامہ ذان، ۱۵ مئی ۲۰۰۵ء)

دوسری طرف، نو منتخب اسیبلی کو اس سال کے اختتام تک دستور بنانا ہے ورنہ یہ تحلیل ہو جائے گی۔ دستور بن جانے کے بعد، نئے انتخابات کے نتیجے میں نئی اسیبلی وجود میں آئے گی۔ ملک میں ۳۰ سے ۳۵ فی صد تک سنی ہیں مگر ان کو کرد اور عرب قومیوں میں تقسیم کر کے ۲۰ فی صد کرد سینیوں کو اس تعداد سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ سنی جماعت سنی عرب حزب اسلامی کے ترجمان ناصر العانی نے مطالبه کیا ہے کہ دستور سازی کے لیے نامنہاد پارلیمنٹ کے بجائے تمام گروپوں کے مستند نمائیدوں پر مشتمل ایک کمیٹی مقرر کی جائے، ورنہ دستور تسلیم نہیں کیا جائے گا (ذان، ۱۷ مئی ۲۰۰۵ء)۔ پارلیمنٹ نے ارکان پارلیمنٹ پر مشتمل جو ۵۵ کمیٹی قائم کی ہے اس میں صرف دو سنی ارکان شامل ہیں۔ ابراہیم جعفری نے وعدہ کیا ہے کہ وہ سینیوں کے جذبات کا احترام کریں گے۔ سنی جماعت با اثر ہے اور اسے شیعہ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ سابق عبوری وزیر اعظم ایاد علاوی اور

مشیر برائے قومی سلامتی قسم داؤ دنے بھی جو شیعہ اور رکن پارلیمنٹ ہونے کے ساتھ دستوری کمیٹی کا بھی ممبر ہیں، سنیوں کے مذکورہ بالامطالے کی پُر زور تائید کی ہے۔ یہ کمیٹی اپنا مجوزہ مسودہ ۱۵ اگست تک تیار کرنے کی پابند ہے۔ یہ مسودہ مجلس کی منظوری سے ۱۵ اکتوبر تک قوی استصواب رائے (ریفرنڈم) کے لیے پیش کیا جائے گا۔

قبضے کے دوسال مکمل ہونے پر یہ جائزے لیے جا رہے ہیں کہ کس نے کیا حاصل کیا۔ متحده عرب امارات کے معروف عربی اخبار الخلیج میں ایک عرب تحریکیہ نگار عبدالالہ بلقریز نے ۲۰ مارچ کو اپنے مضمون ”عراق جنگ کے دوسال“ میں لکھا ہے کہ تیل کے تاجر وی بیش ڈک چینی اور ان کے رفقاء کارنے اپنے اہداف میں سے تین حاصل کر لیے ہیں۔ پہلا ہدف تیل کی دولت پر قبضہ تھا جو پورا ہو چکا اور وہ سارے اخراجات مع منافع یہاں سے حاصل کر رہے ہیں۔ دوسرا ہدف اسرائیل کا تحفظ تھا، اس کے حصول کے لیے بھی وہ بہت قریب پہنچ چکے ہیں اور تیسرا ہدف عراق کی تقسیم تھی جو سنی شیعہ اور کردی گئی ہے۔ امریکی عوام کو اس سے کیا ملتا ہے؟ اس کا جواب بہت جلد دنیا کے سامنے آجائے گا کیونکہ تیل کی دولت تو یہ دہشت گرد امریکی حکمران خود ہی ہضم کر رہے ہیں۔

وقتی طور پر تیل کی دولت پر قبضے کے باوجود عراق میں امریکا کا مقدر ناکامی کے سوا کچھ نہیں۔ اس کی چند اہم وجوہات درج ذیل ہیں:

۱- امریکا اور بھیتیت مجموعی استعمار کی تاریخ بتاتی ہے کہ حریت پسند قوموں پر استعماری تسلط بھی زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتا۔ دیت نام، کمبوڈیا، کوریا، جنوبی افریقہ، الجزاير اور بہت سی دیگر ممالک بالکل واضح ہیں۔

۲- عراق میں مزاحمت بے پناہ قربانیوں کے بعد بڑھ رہی ہے، کم ہونے کے ذریعہ دیر تک آثار نظر نہیں آتے۔

۳- قابض فوجوں کے پاس قبضے کا کوئی اخلاقی اور قانونی جواز نہیں ہے، اس لیے ان کے حوصلے سارے مادی وسائل کے باوجود پست ہو چکے ہیں۔

۴- قابض فوجوں نے قیدیوں پر ابوغریب اور دیگر جیلوں میں جونگ انسانیت مظلالم